دعوت فکر و نظر

کیا مسیار میرج جائز ہے؟

ڈاکٹر محمد شکیل اوج

مرد و عورت کے مابین ازدواجی رشتہ بذریعہ نکاح قائم ہوتا ہے جو اپنے قیام میں ہر دو فریق کی باہمی رضامندی کا متقاضی ہوتا ہے اس رضامندی کو اصطلاح شریعت میں ایجاب و قبول کہتے ہیں۔ بالعموم یہ نکاح بغیر کسی شرط کے وقوع پذیر ہوتا ہے اور گاہے لڑکی والوں کی طرف سے کوئی شرط بھی عائد کردی جاتی ہے۔ مثلاً منکوحہ کو ماہانہ آتی رقم بطور جیب خرچ کے لازماً دینی ہوگی وغیرہ وغیرہ واضح رہے کہ اسطرح کی شرطیں عام طور پر لڑکی کے تحفظ (Protection) کے لئے عائد کی جاتی ہیں۔

نکاحوں میں شرطوں کا حوالہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نکاح سے دیا جاتا ہے کہ جس میں انہیں آٹھ یا پھر دس سال اپنے سسر کے ہاں ملازمت اختیار کرنے کا پابند کیا گیا تھا۔ اور ان دونوں مدتوں میں سے پہلی مدت لازمی اور دوسری اختیاری تھی۔

قال انی ارید ان انکحک احدی ابنتی ھتین علی ان تاجرنی ثمنی حجج فان اتممت عشرا فمن عندک۔ (قصص/۲۷)

(لڑکی کے باپ نے موسیٰ سے) کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے کسی ایک کا نکاح تم سے کردوں، اس شرط پر کہ تم آٹھ سال تک میری ملازمت میں رہو اور اگر دس سال پورے کردو تو یہ تمہاری طرف سے احسان ہوگا۔

آیت میں تاجرنی کے لفظ پر نظر رہے۔ تاجرنی کا مطلب ہے تم میری ملازمت کرو (یعنی لڑکی کے باپ کی) اگر لڑکی کی ملازمت مطلوب ہوتی تو تاجرنی کے بجائے تاجرھا ہوتا اور یوں اسے مہر کا بدل قرار دینا بھی ممکن ہوتا۔

سیاق عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آٹھ سال کی مزدوری کو نکاح کی شرط بنایا گیا ہے نہ کہ مہر کو۔ کیونکہ ارادۂ نکاح سے پہلے ہی موسیٰ علیہ السلام کو اجرت پر رکھنے کا مشورہ خود لڑکی نے دیا تھا (آیت

۲۶) آیت نمبر ۲۵ میں بھی اجر کا لفظ آیا ہے جو موسیٰ بیٹیوں کو پانی پلانے کی جزاء کے مفہوم پر مشتمل ہے اور آیت نمبر ۲۶ میں استاجرہ۔ اور من استاجرت کے الفاظ صراحت کے ساتھ اجارہ کے مفہوم پر دلالت کرتے ہیں۔ اجارہ دراصل اجرت دے کر کام کرانے کو کہتے ہیں۔ جو مہر کا بدل نہیں ہوتا۔ اور ویسے بھی نکاح کی بات آیت نمبر ۲۷ میں آتی ہے اس لیے ان تاجرنی کا مطلب، نکاح کے لئے اجارہ بطور شرط کے بنتا ہے نہ کہ بطور مہر کے۔

بہر حال آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انعقاد نکاح کے لئے شرعی اعتبار سے کسی بھی جائز شرط کو موقع و محل کی مناسبت سے اختیار کیا جاسکتا ہے۔

مگر زمانے کی تیزی سے بدلتی ہوئی اقدار نے مذہب و اخلاق کی دنیا پر بھی اپنا اثر ڈالا ہے۔ ہمیشہ سے رشتہ ازدواج میں مرد کی فعالیت اور عورت کی انفعالیت اہم اور بنیادی عامل کا کردار ادا کرتے رہے ہیں اور اس فرق و امتیاز کی بنیاد پر نظام کار وضع کیا جاتا رہا ہے۔ پھر اسی تفریق پر اصلاً مرد کا میدان بیرون خانہ اور عورت کا درون خانہ مقرر ہوا ہے۔ شوہر کو کفیل و نگران ہونے کی بناء پر ایک گونہ فضیلت کا درجہ بھی حاصل رہا ہے۔ مگر نئی زمانہ یورپین اسٹائل آف لائف نے مسلمان معاشروں کے اندر وہ تمام قدریں بری طرح جھنجھوڑ ڈالی ہیں جنہوں نے صدیوں نہیں ہزاروں برس دنیا پر حکمرانی کی ہے۔ اور جو کم و بیش تمام مذاہب و اقوام کا مشترک سرمایہ ہی ہیں۔

نکاح کے تعلق سے اب ایک نئی اصطلاح متعارف ہوئی ہے۔ جسے مسیار کا نام دیا جاتا ہے۔ اس نکاح میں مرد و عورت بالکل عام طریقے سے رشتہ ازدواج میں بندھتے ہیں مگر اس میں مرد کا کردار عورت کے حق میں غیر کفالتی ہوتا ہے یعنی وہ بیوی کی طرف سے کسی بھی معاشی ذمہ داری سے دور رکھا جاتا ہے اور یہ بات بوقت نکاح یا قبل از نکاح مرد کے ساتھ طے کرلیجاتی ہے۔

کہاں وہ پرانی قدر کہ جس میں مرد کو کفالت کے بندھن میں کس کر جکڑ دیا جاتا تھا اور کہاں یہ پیش آمدہ صورت حال کہ جس میں مرد کو اس اہم ذمہ داری سے سبکدوش کردیا گیا ہے۔ یقیناً اس بدلتی ہوئی قدر کے متعدد اسباب ہوسکتے ہیں۔ جنکی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ ہم نے تو یہاں مسیار کے جواز و عدم جواز کے باب میں اپنا ودوٹوک نقطۂ نظر بیان کرنا ہے جو خالصتاً شرعی نوعیت کا ہے۔

انعقاد نکاح کی تمام صورتیں مسیار میں اگر پائی جاتی ہوں تو ہم اسے نکاح صحیح قرار دینے پر مجبور ہیں۔ فقہائے نکاح کی شرائط کو تین انواع میں تقسیم کیا ہے۔

ا۔ شرائط انعقاد نکاح

۲۔ شرائط جواز نکاح

۳۔ شرائط لزوم نکاح

انعقاد نکاح کی پہلی شرط عقل، دوسری بلوغ اور تیسری رضامندی ہے۔

یہ وہ شرائط ہیں جنکا تعلق عاقدین نکاح سے ہے جبکہ چوتھی شرط اتحاد مجلس اور پانچویں مجلس عقد میں گواہوں کی موجودگی ہے۔ یہ وہ شرائط ہیں کہ جنکا تعلق مجلس عقد سے ہے۔ (جواز نکاح اور لزوم نکاح کا موضوع زیر بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیئے اس سے صرف نظر کیا گیا ہے)

مرد کے ذمہ نکاح کے تعلق سے دو اہم فرائض عائد ہوتے ہیں (۱) مہر کی ادائیگی، (۲) نان و نفقہ کی ادائیگی۔ مگر عورت کو اختیار ہے کہ وہ اپنے مہر کو بالکلیہ یا اسمیں سے کچھ حصہ واپس کردے یا ادائیگی سے قبل ہی اسے جزوی یا کلیۃً معاف کردے۔ اسطرح اگر کوئی عورت بسبب اچھی ملازمت یا اپنی مالداری کے اپنے شوہر کو ادائی نفقہ سے آزاد کردے تو اس سے نفس نکاح میں کسی قسم کا کوئی فساد واقع نہیں ہوتا۔ کیا ہمارے معاشرے میں ایسی مثالیں موجود نہیں ہیں کہ بیویاں کماری ہیں اور شوہروں کے پاس نہ کوئی ملازمت ہے اور نہ ہی کاروبار۔ اس لیئے مجبوراً حالات سے سمجھوتہ کرتے ہوئے انہوں نے گھریلو ذمہ داریاں اپنے سر لے لی ہیں۔ پھر کسی شرط کے عائد کرنے کا کسی قدر رغالب (شرط) کے فقدان سے اسکی شرعی حیثیت بہرحال مجروح نہیں ہو جاتی۔ تاہم عام حالات میں ایسے نکاح کو پسندیدہ اور مستحسن بھی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ہاں کسی خاص صورت حال میں اسطرح کے نکاح یقیناً مفید بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔ اور معاشرے میں زنا کو روکنے کا ذریعہ بھی۔ اس لیئے اصلاً اسے جواز کی نظر سے دیکھنا چاہیے۔

مسیار کی ایک دوسری شکل یہ بھی ہے کہ مرد بہت مالدار ہو اور عورت، غریب ایسا مرد جب کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو اسے مہر میں گراں قدر رقم کے ساتھ ساتھ تحفے تحائف بھی دیتا ہے۔ اکثر و بیشتر جائیداد بھی، پھر کچھ عرصے بعد اسے طلاق دے کر چلا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مسیار میں طلاق بطور شرط کے نہیں ہوتی۔ ہاں بالعموم ایسا ضرور ہوتا ہے کہ نکاح کرنے والا کچھ عرصہ کے بعد اسے چھوڑ جاتا ہے مگر وہ اسے محتاجگی کی حالت میں نہیں چھوڑتا بلکہ اکثر عورت کو اسکی حیثیت سے بڑھ کر مال و متاع دیکر جاتا ہے مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ ۱۹ جولائی ۲۰۰۶ء کے حوالے سے انٹرنیٹ سے جاری ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق ۹۰ فیصد مسیار شادیاں، طلاق سے محفوظ قرار دی گئی ہیں۔ مسیار شادیوں میں گو وہ کتنے ہی محدود مدت پر کیوں نہ ختم ہوگئی ہوں اگر اسمیں ثبوت نسب اور ایک دوسرے کی زوجیت میں مرنے کی صورت میں حصول وراثت سے انکار نہ پایا جاتا ہو۔ تو اسے صراحتاً جائز قرار دیا جائے گا۔

روایت تلک غرانیق العلی کی تحقیق

علامہ غلام رسول سعیدی
سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل، حکومت پاکستان
شیخ الحدیث والتفسیر دارالعلوم نعیمیہ، کراچی

وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطن فی امنیتہ فینسخ اللہ مایلقی الشیطن ثم یحکم اللہ ایتہ واللہ علیم حکیم۔ (الحج/۵۲)

اور ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول اور نبی بھیجا تو جب بھی اس نے (اپنی امت کو وسعت کی) تمنا کی تو شیطان نے (لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈال کر) اسکی تمنا (پوری ہونے) میں رخنہ ڈال دیا۔ سو اللہ شیطان کے ڈالے ہوئے (شبہات) کو زائل کر دیتا ہے۔ پھر اللہ اپنی آیات کو پختہ کر دیتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا، بہت حکمت والا ہے۔

الحج: ۵۲ کے چند مشہور تراجم

شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی متوفی ۶۹۱ھ لکھتے ہیں:

ونفرستادیم پیش از تو ہیچ رسولے و نہ خبر دہندہ از خدا مگر چوں تلاوت کرد بیفگند شیطان در تلاوت او آنچہ خواست پس باطل گرداند خدائے آنچہ در افگندہ باشد شیطان پس ثابت کند خدائے آیت ہائے خود را۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ لکھتے ہیں:

ونفرستادیم پیش از تو ہیچ فرستادہ و نہ ہیچ صاحب وحی الا چوں آرزوے بخاطر بست بیفگند شیطان چیزے در آرزوئے وے پس دور مے کند خدا آنچہ شیطان انداختہ است باز محکم مے کند خدا آیات

خورد را۔

شاہ رفیع الدین متوفی ۱۲۳۳ھ لکھتے ہیں:

اور نہیں بھیجا ہم نے پہلے تجھ سے کوئی رسول اور نہ نبی مگر جس وقت آرزو کرتا تھا ڈال دیتا تھا شیطان بیچ آرزو اس کے کے پس موقوف کر دیتا ہے اللہ، جو ڈالتا ہے شیطان پھر محکم کرتا ہے اللہ نشانیوں اپنی کو۔

شاہ عبد القادر محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۰ھ لکھتے ہیں:

اور جو رسول بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے یا نبی سو جب خیال باندھنے (لگا) شیطان نے ملا دیا اس کے خیال میں، پھر اللہ مٹاتا ہے شیطان کا ملایا پھر پکی کرتا ہے اپنی باتیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر کبھی یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا تو مٹا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو پھر اللہ اپنی آیتیں پکی کر دیتا ہے۔

حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی متوفی (۱۹۶۱ء) لکھتے ہیں:

اور نہیں بھیجا ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ نبی مگر یہ کہ جب پڑھا تو شیطان نے اپنی طرف سے اپنوں کے لیے بڑھا دیا ان کے پڑھنے میں تو مٹا دیتا ہے اللہ جو شیطان کا القاء ہے پھر مضبوط فرما دیتا ہے اللہ اپنی آیتوں کو۔

حضرت سید احمد سعید کاظمی متوفی ۱۴۰۶ھ لکھتے ہیں:

اور ہم نے (غیب کی خبریں دینے والا اپنا مبعوث) کوئی رسول اور نبی آپ سے پہلے نہیں بھیجا مگر اس نے تلاوت کی تو شیطان نے اس کی تلاوت کے دوران (لوگوں پر اپنی طرف سے) ڈال دیا تو اللہ مٹا دیتا ہے شیطان کے ڈالے ہوئے کو اور پھر اپنی آیتیں خوب پکی کر دیتا ہے۔

شاہ ولی اللہ، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر نے اس آیت میں تمنی کا معنی آرزو کیا ہے۔ شیخ تھانوی اور سید مودودی نے بھی یہی معنی کیا ہے اور باقی مترجمین نے تمنی کا معنی پڑھا یا تلاوت کیا، کیا ہے اور موخر الذکر معنی ایک روایت پر مبنی ہے جو شدید ترین ضعیف ہے اور بعض نے اس کو موضوع کہا ہے اور تمام محققین علماء، مفسرین اور محدثین نے تمنی کا معنی آرزو ہی کیا ہے۔ پہلے ہم اس شدید ضعیف روایت کا ذکر کریں گے جس کو اس آیت کے شان نزول میں بیان کیا جاتا ہے پھر اس روایت کا شدید ضعف بیان

کریں گے پھر اس سلسلہ میں مفسرین اور محدثین کی نقول اور تصریحات پیش کریں گے فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

الحج: ۵۲ کا شان نزول

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ذکر ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے سورۃ النجم پڑھی تو آپ نے سجدہ کیا اور سب مسلمانوں اور مشرکوں نے بھی سجدہ کیا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۰۷۱) مشرکوں نے جو سجدہ کیا اس کی صحیح وجہ یہ ہے کہ آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:

افرایتم اللات والعزی و منوۃ الثالثۃ الاخری۔ (النجم: ۱۹)

کیا تم نے دیکھا لات اور عزیٰ کو اور اس تیسری مناۃ کو۔

تو مشرکین اس بات سے خوش ہوئے کہ قرآن کریم میں ان کے بتوں کا ذکر آ گیا اور انہوں نے بھی سجدہ کر لیا۔ اس سلسلہ میں مسند بزار اور تفسیر ابن مردویہ میں ایک شدید ضعیف روایت ذکر کی گئی ہے۔ جس میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جب ومنوۃ الثالثۃ الاخری کی تلاوت کی تو شیطان نے آپ کی تلاوت میں خود یہ الفاظ ملا دیئے یا آپ کی زبان سے جاری کرا دیئے۔

تلک الغرانیق العلی فان شفاعتھن ترتجی۔

یہ مرغان بلند بانگ ان کی شفاعت کی مقبولیت متوقع ہے۔

یہ سن کر مشرکین خوش ہوئے اور سجدہ کر لیا۔ بعد میں جبرائیل نے آ کر عرض کیا آپ نے وہ چیز تلاوت کی جس کو میں نے کر آیا نہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل کیا اور آپ کے استفسار پر بتلایا کہ آپ نے یہ کلمات پڑھے۔ آپ رنجیدہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لیے یہ آیات نازل فرمائیں:

وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایتہ۔ (الحج: ۵۲)

اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر (اس کے ساتھ یہ واقعہ گزرا ہے) جب اس نے آیات کی تلاوت کی تو شیطان نے اس کی تلاوت میں اپنی طرف سے کچھ ملا دیا پس اللہ تعالیٰ نے شیطان کے ملائے کو منسوخ کر دیا اور اپنی آیات کو محکم کر دیا۔

یہ روایت اپنی تمام اسانید کے ساتھ سنداً باطل اور عقلاً مردود ہے، کیونکہ نہ یہ ممکن ہے کہ شیطان آپ کی زبان سے کلام کرے اور نہ یہ کہ اپنی آواز کو آپ کے مشابہ کر سکے اور سننے والے اس کی آواز کو آپ کی آواز قرار دیں اگر بالفرض ممکن ہو تو تمام شریعت سے اعتماد اٹھ جائے گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہم